سوال

اذان د(372)کم

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

، کے دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے اکثر برادران احناف کا یہ معمول ہے کہ مردہ کو قبر میں اتارنے کے بعد اذان دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃاللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ چنانچہ موجدان جدید نے بھی اپنے رسالہ میں بابت جوازاذان بعد دفن میت کے حوالہ امام شافعی کا دیا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

تہ!

مد!

ن کے بعد اذان کہنا (جیسے کہ طریق اہل بدعت فی زماننامروج ہے) ہر گز جائز و ثابت نہیں، مدار ثبوت ہر شئے کا امت محمدیہ میں دلیل شرعی پر ہوتا ہے اور وہی حجت عند الامت ہے۔ لہٰذا ہر امر کے اثبات کے لیے دلیل شرعی ہونی چاہیے اور وہ یہاں کلیۃً مفقود ہے، پس بعد انزاول میت در قبر اذان کہنا صریح بد

لقولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد

جائے، اور شریعت محمدیہ میں (قرآن وحدیث) اس کا ثبوت نہ ہو، وہ مردود وناقابل قبول ہے۔'' (بخاری ومسلم)

ان احناف کا یہ معمول ہے اُن کا بھی کوئی مذہب ودین ہے۔ کبھی حنفی بنتے ہیں کبھی شافعی بن جاتے ہیں۔ حالانکہ امام شافعی رحمۃاللہ علیہ سے اس اذان بدعیہ کا کوئی ثبوت نہیں، اور پھر امام شافعی رحمۃاللہ علیہ کوئی نبی نہیں، جو ان کا ہر قول وفعل قابل حجت ہو۔ نبی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جو مسائل موافق کتاب وسنت کے ثابت ہیں، مثلاً آمین بالجہر ورفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام وغیرہ ان کو تو یہ برادران احناف مانتے نہیں اور جو امور بدعیہ مثلاً اذان علی المیت (تیجہ، دسواں، چالیسواں) وغیرہ اُن سے ثابت نہیں وہ لپک کر کرتے ہیں۔ فیاللہ العجب وضیعۃ العلم والادب

ہے۔ آیا اس سے مراد کوئی فرقہ ہے اور اس کا رسالہ کون سا ہے۔ کیا نام ہے ہمیں معلوم نہیں۔ بظاہر ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت نے اپنا یہ نام رکھا ہے۔ جس کے معنی ہوئے احداث فی الدین کے مرتکب، دین الٰہی میں نئے کام ایجاد کرنے والے، نئی نئی بدعتیں قائم کرنے والے، سوا ایسے

ص ۱۱۶ میں مرقوم ہے۔ ''واذان قبر بعض شافعیہ مسنون گفتہ بودند ابن حجر رحمۃاللہ علیہ در شرح عباب بر داقوال ایشاں پرداختہ وخیر رملی در حاشیہ بحر می گوید

ورأیت فی کتب الشافعیہ انہ قد سن الاذان لغیر الصلوٰۃ کاذان المولود والمھموم والمفزوع الیٰ قولہ قیل وعند انزال المیت القبر قیاساً علی اوّل خروجہ من الدنیا لکن ردہ ابن حجر رحمۃاللہ علیہ فی شرح العباب

س معلوم ہوا کہ یہ مسلک ومذہب امام شافعی رحمۃاللہ علیہ کا نہیں ہے اور بعض شوافع مقلدین جو بوجہ لاعلمی کے اس طرف گئے ہیں۔ اُن کے اقوال رکیکہ حافظ ابن حجر رحمۃاللہ علیہ نے صاف رد کر دیا ہے۔ تو یہ مسئلہ مذہب شافعی میں بھی مردود وباطل ٹھہرا۔ جن برادران احناف نے اس بارے میں قلاوہ حنفیت کا

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

، لوگ حنفی رہے نہ شافعی، کیوں کہ کتب حنفیہ میں اس کی تردید بالوضاحت وبالصراحت موجود ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی ردالمختار میں لکھا ہے۔

انہ لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الان وقلہ صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاساً علی تدبرہ المولود الحاقا بخاتمۃ الامر بابتدائہٖ فلم یصب اہ

ت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت اذان مروج کہنا قطعاً ثابت نہیں، علامہ حافظ ابن حجر رحمۃاللہ علیہ نے اس کے بدعت ہونے پر تصریح کی ہے اور فرمایا کہ جو شخص بچہ کی پیدائش پر قیاس کر کے اس کی سنیت کا گمان کرے وہ صائب نہیں۔ اس کا گمان غلط ونادرست ہے۔''

(ملاحظہ ہو صواحق الہیہ مطبع احمدی ص ۲۴۱)

بعض کتب میں ہے

من البدع التی شاعت فی بلاد الھند الاذان علی القبر بعد الدفن

ص ۱۱۶)

عمود بلجی توشیح شرح تنقیح میں فرماتے ہیں۔

الاذان علی القبور لیس بشئی

پر اذان کہنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔''

الحاصل اس کے بدعت ہونے پر کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں۔

اذان علی القبر نہ شرعی معنی کہ رو سے مفید ومطلوب ہے۔ نہ لغوی معنی کی رو سے کیوں کہ اذان کا معنی شرع میں اعلان کرنا واسطے آنے نماز کے وقت پر ساتھ الفاظ مخصوص کے ہے۔ اور یہ معنی اذان علی القبر پر مفقود ہے۔ کمالایخفی۔ اور معنی اذان کا لغت میں وانا نیدن اور خبر کردن کا ہے اور یہ معنی بھی یہاں

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاۃ جلد 1 ص 159-161

محدث فتویٰ